© rasailojaraid.com

عمر میں جہادِ افغانستان سے وابستہ ہوئے اور اس وقت ان کی عمر اٹھائیس سال ہے، گفتگو سے چال تک سراپا میں جرنیلی جاہ و جلال عیاں ہے، نظم و ضبط میں خود بھی ڈھلے ہوئے ہیں اور دوسروں کو بھی ڈھالنا جانتے ہیں، دوسروں کی عزت نفس مجروح کئے بغیر اپنا وقار برقرار رکھتے ہیں۔ انہوں نے ہماری خواہش پر ایک استاد صاحب کو بلایا جن سے دوستوں نے کلاشنکوف کھولنے، بند کرنے کا طریقہ سیکھا اور نشانہ بازی کی مشق کی دوپہر کا کھانا کھایا کچھ دیر کمر سیدھی کی اور پھر معسکر کی لائبریری دیکھی جس میں دینی نصاب کی عربی کتب اور جہاد کے موضوع کے علاوہ ذہن اور کردار سازی کی متعدد کتابیں موجود تھیں۔

اس کے بعد حرکتہ الجہاد الاسلامی کے معسکر خالد زبیر شہید کی طرف آ گئے نمازِ ظہر ادا کی فضائل جہاد کی تعلیم میں شرکت کی، دار بنی ہاشم کی نسبت سے ابن امیر شریعت پیرجی سید عطاء المہیمن شاہ صاحب کے ہم زلف سید محمد اسد شاہ صاحب اور ان کے رفقاء سے ملاقات ہوئی اور یہ حضرات بھی ہماری طرح مطالعاتی دورے پر تشریف لائے تھے، امیر معسکر مفتی محمد آصف صاحب نے جن کا طالب علمانہ تعلق جامعہ خیر المدارس ملتان سے بھی رہا ہے نہایت اعزاز و اکرام کا برتاؤ فرمایا، مفتی صاحب موصوف سراپا عجز و انکسار ہیں انداز بیان ایسا سلجھا ہوا کہ پیچیدہ سے پیچیدہ سوال کا جواب بھی نہایت سکون و اطمینان مگر روانی کے ساتھ اس طرح دیتے ہیں کہ لفظی اختصار کے باوجود جزئیات تک اجاگر ہو جاتے ہیں، دو گھنٹے کی رفاقت حربی صورت حال سمیت دیگر متعلقہ نوعیت کے معاملات کے بارے میں انتہائی مفید اور معلومات افزا رہی، مفتی صاحب ہمیں معسکر خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک چھوڑنے خود تشریف لائے معسکر کے مدخل پر اتفاقاً موجود امیر معسکر محمد فاروق صاحب نے استقبال کیا۔

امیر کارواں نے ازراہ تفنن کہا کہ یہ مفتی محمد آصف ہیں جو قریب کے معسکر کے امیر ہیں محمد فاروق صاحب نے ہنستے ہوئے جواب دیا کہ ہم تو ایک دوسرے کے ہمسائے ہیں اور ایک دوسرے کو بخوبی جانتے ہیں آپ ملتان سے تشریف لائے ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ کا تعارف کرایا جائے۔ امیر معسکر نے تمام مہمانوں کو جوس سے ضیافت کی اور اسی اثناء میں کمانڈر عبدالجبار صاحب تشریف لے آئے، مفتی صاحب ان سے کشمیر کی نئی صورت حال کے بارے میں استفادات کے بعد اپنے معسکر واپس تشریف لے گئے اور ہم نے کمانڈر صاحب سے کشمیر کے حوالے سے تفصیلی معلومات حاصل کیں، استفسارات کی وضاحت سے اپنے شکوک و شبہات کا ازالہ کیا، ان کے بعض جوابات سے پس پردہ حقائق تک عقلِ سلیم کی رسائی آسان ہو گئی۔

افسوس کہ بے شمار سخن ہائے گفتنی
خوفِ فسادِ خلق سے ناگفتہ رہ گئے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مولانا عبدالحق چوہان رحمۃ اللہ علیہ (سابق امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

اُسوۂ ابراہیمی علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام انبیاء علیہم السلام میں ایک خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ خداوند قدوس کی طرف سے ان پر مختلف انواع کی آزمائشوں کا ورود ہوا اور وہ ہر امتحان میں خصوصی امتیاز سے ذروہ کامرانی پر فائز ہوتے رہے۔ قرآن مجید کی آیات بینات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی قوم کواکب پرستی کے شرکیہ عقیدہ میں مبتلا تھی۔ ان کا عقیدہ تھا کہ اجرام سماویہ کائنات کی ایسی ملکوتی ہستیاں ہیں جنہیں تدبر و تصرف عالم کی تمامتر قوتیں حاصل ہیں۔ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے انہی کے تصرف سے وقوع پزیر ہوتا ہے۔ ان میں سات ستارے بڑے دیوتا تسلیم کئے جاتے تھے۔ اور سورج ان میں سب سے زیادہ ممتاز تھا۔ اور یہ لوگ اپنے بادشاہوں کو زندہ مظہر تسلیم کرتے تھے۔ اس لئے بادشاہ وقت کی عبادت اور اس کے در دولت پر جبین نیاز کا نذرانہ پیش کرنا ان کی زندگی میں مذہبی فرائض کی سرانجام دہی کے لئے لازم اور ضروری تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کے سامنے دعوت الی اللہ پیش کی اور مختلف براہین سے ان کے گمراہ عقائد کا بطلان ظاہر کیا۔ اور ایک دفعہ ان کے دیوتاؤں کے مظاہر کو ریزہ ریزہ کر کے ان کی عاجزی اور درماندگی کو ظاہر کیا۔ اور اس موقع پر قوم کے ساتھ ان جو گفتگو منقول ہے اس سے ثابت ہوتا ہے قوم نے خود ہی ان مظاہر کی بے حسی اور عاجزی کا اقرار کر لیا۔ لیکن شرک کی زنگار ان کے قلوب پر اس طرح راسخ ہو چکی تھی کہ بجائے اس کے کہ وہ صداقت اور حقیقت کی طرف رجوع کرتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کی سزا تجویز کی اور آپ کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت جس استقامت اور توکل علی اللہ کا جو نمونہ پیش کیا اس پر اللہ کے فرشتے بھی حیران ہو گئے۔ اس وقت کے بادشاہ کے ساتھ آپ کا ایک مکالمہ قرآن مجید میں منقول ہے۔ بادشاہ بھی آپ کی حجت قاطعہ کے سامنے مبہوت ہو کر رہ گیا۔

احکام ایزدی کی انجام دہی پر آپ نے سرزمین عراق کو خیر باد کہا اور شام کی طرف ہجرت کی۔ راستہ میں مصری بادشاہ سے آپ کا سابقہ پڑا وہاں بھی آپ کامیاب و کامران ہوئے۔ اور شاہی خاندان کی ایک شاہزادی سے آپ کا عقد نکاح ہوا۔ پھر زمانہ پیری میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرزند عزیز کی بشارت ملی۔ اس کے بعد آپ نے احکام خداوندی کے اتباع میں اس شیر خوار بچے کو اس کی ماں سمیت سرزمین حجاز کی وادی غیر ذی زرع میں لے گئے۔ پھر اپنی اس رفیقۂ حیات اور لخت جگر کو بغیر کسی ظاہری اسباب کے لق و دق صحرا میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے سرزمین شام کی طرف واپس تشریف لے گئے۔

خداوند قدوس نے اس شیر خوار بچے کی ایڑی رگڑنے کی جگہ سے ایک ایسے بابرکت پانی کا چشمہ جاری

© rasailojaraid.com